ABC Certified

مظلوم کی آواز ——— بلیک میلنگ کی سیاہی سے پاک

DAILY "DAK" GUJRAT

www.dailydak.pk

روزنامہ ڈاک گجرات

چیف ایڈیٹر

یونس ساقی

جمعۃ المبارک 09 ذوالحجہ 1441ھ 31 جولائی 2020ء 17 ساون 2077ب (SR-53)

جلد نمبر 24 شمارہ نمبر 335 ت 15 روپے فون 3729155-3607598 فیکس 053-3729048

روزنامہ ڈاک گجرات
مسلسل اشاعت کے 24 سال
چیف ایڈیٹر
محمد یونس ساقی
کفر ہے ظلم کا سہنا مہر بہ لب رہنا............ حکم خدا کا لکھا ہے سیپاروں پر
ایڈیٹر کا مضمون نگاروں، کالم نویسوں اور مراسلہ نگاروں کی آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں
شاعر مشرق علامہ محمد اقبالؒ
کے 143 واں یوم ولادت کے موقع پر
چیف ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشر: یونس ساقی
مطبع: ڈاک پرنٹنگ پریس، برکت پلازہ گجرات
رابطہ دفتر: برکت پلازہ علی پورہ روڈ گجرات (پاکستان)

ایڈیٹوریل

اشاعت خاص

WWW.dailydak.pk

اقبالؒ کی فارسی شاعری اور عشقِ رسول ﷺ



محمد گوہر طفیل

انیسویں اور بیسویں صدی عیسوی کے اردو اور فارسی شعراء میں علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ کا مرتبہ بے حد بلند ہے۔ تخیل کی عظمت، نظر کی وسعت، فکر کی رفعت اور صاحب درس و پیغام ہونے کی حیثیت سے کوئی دوسرا شاعر آپ کا ہمعصر دکھائی نہیں دیتا۔

آپؒ سے قبل مرزا غالب اور حالی نے بھی قوم کے دل و دماغ میں انقلاب پیدا کیا مگر اقبالؒ نے جو قوم میں شعور اجاگر کیا وہ کسی اور شاعر نے نہ کیا۔ اقبالؒ بہت بڑے فلسفی تھے، مفکر تھے، شاعر تھے، ادیب تھے، ترجمانِ حقیقت تھے، نباضِ قوم تھے، مصلحِ امت تھے۔ مگر ان سب حیثیتوں سے بالا ان کی یہ حیثیت تھی کہ وہ عاشقِ رسول ﷺ تھے۔ ان کے نطق و کلام کا مرکز، ان کی زندگی کا مقصد ان کے پیام کا محور، ان کی دعوت کا منشاء صرف حب رسول ﷺ تھا۔ آپ کی فارسی شاعری جذبۂ عشقِ رسول ﷺ سے لبریز ہے اور اس میں مولانا رومؒ کی مثنوی کی جھلک دکھتی ہے۔ اس میں جس عشق و مستی کو اقبالؒ نے انسان کے ارتقاء کے لیے لازمی گردانا ہے وہ صرف عشقِ رسول ﷺ کے توسل اور اسی کے صدقے حاصل ہوگی۔ آپ کے نطق و کلام کا مرکز عشقِ رسول ﷺ ہی تھا، آپ فرماتے ہیں:

درون ما بجز دود نفس نیست
بجز دستِ تو مارا دسترس نیست
دگر افسانہ غم با کہ گویم
کہ اندر سینہا غیر از تو کس نیست (پیام مشرق)

کہ ہمارے اندر صرف سانس باقی ہے، جو (آہوں کے سبب) دھواں بن چکی ہے، حضور ﷺ کے دست (مشکل کشا) کے علاوہ اور کہیں ہماری رسائی نہیں، ہم اپنی داستان کسے سنائیں؟ ہمارے سینوں (دلوں) میں آپ ﷺ کے سوائے اور کوئی ہے ہی نہیں۔ ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ:

بمصطفیٰ ﷺ برساں خویش را کہ دین ہمہ اوست
اگر بہ او نرسیدی، تمام بولہبی است

علامہ اقبالؒ کی ساری زندگی کا حاصل مندرجہ بالا شعر ہے، فرماتے ہیں کہ اپنے آپ کو مصطفیٰ ﷺ تک پہنچاؤ، اگر تم وہاں تک رسائی حاصل نہ کر سکو تو سمجھ لو کہ تم اسلام سے دور ہو اور بولہبی میں گرفتار ہو۔ مزید فرماتے ہیں:

می ندانی عشق و مستی از کجا است
ایں شعاعِ آفتابِ مصطفیٰ ﷺ است
زندہ تا سوز او در جہان تست
ایں نگہ دار ند ایمان تست
مصطفیٰ ﷺ بحر است و موج او بلند
خیز و ایں دریا بجوئے خویش بند
یک زماں خود را بہ دریا در فگن
تا رواں رفتہ باز آید بہ تن

یعنی حضور ﷺ ایک بحرِ ذخار کی مانند ہیں، جس کی موجیں آسمان کو چھوتی ہیں، تم بھی اس سمندر سے سیرابی حاصل کرو، تا کہ تمہیں حیات نو نصیب ہو اور تمہاری وہ بھولی بسری کیفیات جن کو مادی دنیا نے چھین لیا ہے، از سر نو تم کو میسر آجائیں۔ ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

> ان سب حیثیتوں سے بالا ان کی یہ حیثیت تھی کہ وہ عاشقِ رسول ﷺ تھے۔ ان کے نطق و کلام کا مرکز، ان کی زندگی کا مقصد ان کے پیام کا محور، ان کی دعوت کا منشاء صرف حب رسول ﷺ تھا

در دلِ مسلم مقام مصطفیٰ ﷺ است
آبروئے ما ز نام مصطفیٰ ﷺ است

یعنی ہماری آبرو حضور ﷺ ہی کے نام نامی کی بدولت ہے، مسلمان کے دل میں حضور ﷺ کی محبت جاگزین ہوتی ہے۔

عشق اس وقت تک بے معنیٰ ہے جب تک محبوب کی اتباع نہ کی جائے، محبوب کے عادات و شمائل، افعال و اقوال، گفتار و رفتار، عادات و اطوار، اخلاق و خصائل، پسند و ناپسند کو اپنے لئے نمونہ بنانا اور تقلید و اتباع کا اہتمام کرنا از بس لازم ہے۔ محبوب کی ہر ادا، ہر انداز، ہر شیوہ، ہر بات، ہر حرکت، ہر اقدام کو اپنے لیے مشعلِ راہ بنا کر خود کو اسی طرز پر ڈھالنا عشقِ صادق کا تقاضا ہے۔ اس لیے عاشق پر لازم ہے کہ ہر امر میں محبوب کے نقشِ قدم پر چلے، اتباع کامل کے بغیر عشق پر دعویٰ بے معنیٰ ہے۔ حضرت بایزید بسطامیؒ نے ساری عمر خربوزہ اس لیے نہیں کھایا تھا کہ آپ کو یہ معلوم نہ ہو سکا کہ نبی کریم ﷺ نے یہ پھل کس طرح کھایا تھا۔ اسی واقعہ کے متعلق علامہ اقبالؒ کا ایک شعر ہے کہ:

کامل بسطام در تقلید فرد
اجتناب از خوردن خربوزہ کرد

کہ حضرت بایزید بسطامیؒ جو (محبت میں) کامل تھے، وہ تقلید میں بے مثال تھے۔ چنانچہ انہوں نے اس بنا پر خربوزہ کھانے سے اجتناب کیا کہ انہیں معلوم نہ تھا کہ حضور ﷺ نے اسے کس طرح کھایا ہے۔ (کہیں محبوب کے بتائے ہوئے طریقہ کی خلاف ورزی نہ ہو جائے)۔

اور خیال رہے کہ عشق رسول ﷺ مومن کی سب سے بڑی پاور ہے۔ جب تک یہ پاور حاصل نہ ہو جنگی ہتھیار بھی بے سود ہیں۔

دل ز عشقِ او توانا می شود
خاک ہمدوش ثریا می شود

اقبالؒ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے عشق سے دل دلیر ہوتا ہے اور خاکی انسان کا رتبہ ثریا (ستارے) جتنا بلند ہو جاتا ہے۔

ایک معمولی سی چڑیا کے بچوں کو جب چیل جھپٹ لیتی ہے تو چڑیا اپنے بچوں کے عشق میں دیوانی ہو کر چیل پر حملہ کر دیتی ہے اور چیل آگے آگے بھاگتی ہے اور چڑیا پیچھے پیچھے تعاقب کرتی ہے گویا عشق نے شکار کو شکاری بنا دیا اور اس کے مقابل شکاری کو شکار کر دیا۔

یہ تو چڑیا کا اپنے بچوں سے عشق کا جذبہ ہے۔ ایک بندۂ مومن اپنے نبی ﷺ سے اپنی جان، مال، عزت و آبرو سے بڑھ کر اپنے نبی سے پیار کرتا ہے اور اپنا سب کچھ آقاءِ دو جہاں ﷺ پر قربان کرنا سعادت سمجھتا ہے۔ حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ (جن کے نام کا ضرار ٹینک پاک آرمی نے بنا رکھا ہے) یہ وہ صحابی رسول ﷺ تھے کہ جب جنگ ہوتی تھی تو سارے دشمن اور فوجیں زرہ اور جنگی لباس پہن کر جنگ لڑتے تھے۔ لیکن حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ زرہ تو در کنار، آپؓ اپنا کرتا بھی اتار دیتے تھے۔ لمبے بال لہراتے چمکتے بدن کے ساتھ جب میدان میں اترتے تھے تو ان کے پیچھے دھول نظر آتی تھی اور ان کے آگے لاشیں، دشمن ان کے نام سے کانپ اٹھتے تھے اور ان کی راہ میں آنے سے کتراتے تھے۔ جس جرأت و بہادری کے ساتھ حضرت ضرارؓ میدانِ جنگ میں جاتے تھے اسی کا نام عشق رسول ﷺ ہے۔

ایسا ہی عشق و جذبہ و دلیری اقبالؒ ملتِ اسلامیہ کے لئے اپنے رب سے مانگا کرتے تھے۔

اسی کے متعلق ایک جگہ لکھتے ہیں کہ:

در مسلمان شان محبوبی نماند
خالد و فاروق و ایوبی نماند

> ایک بندۂ مومن اپنے نبی ﷺ سے اپنی جان، مال، عزت و آبرو سے بڑھ کر اپنے نبی سے پیار کرتا ہے اور اپنا سب کچھ آقاءِ دو جہاں ﷺ پر قربان کرنا سعادت سمجھتا ہے

کہ مسلمانوں میں شانِ محبوبی نہ رہی خالد بن ولیدؓ، فاروقِ اعظمؓ اور صلاح الدین ایوبیؒ کے اوصاف باقی نہ رہے۔

ارمغانِ حجاز علامہ اقبالؒ کی آخری تصنیف ہے، جو آپؒ کی وفات کے بعد نومبر 1938ء میں شائع ہوئی تھی اس میں صفحات 23 سے 62 تک جو رباعیات اور قطعات درج ہیں ان کا عنوان ہے "حضور رسالت ﷺ" ان میں سے کچھ کے مطالعے سے لطف حاصل کیجئے

بایں پیری رہ یثرب گرفتم
نوا خواں از سرور عاشقانہ
چوں آں مرغے کہ در صحرا سر شام
کشاید پر بہ فکر آشیانہ

کہتے ہیں کہ اس بڑھاپے اور ضعف کے عالم میں میں نے مدینہ کا سفر اختیار کیا ہے۔ عاشقانہ نغمے گاتا ہوا گرم رفتار ہوں۔ میری مثال اس پرندے کی سی ہے جو شام کے وقت صحرا میں اپنے گھونسلے پر اترنے کے لیے پر کھولتا ہے۔

مزید لکھتے ہیں کہ:

شبے پیش خدا بگریستم زار
مسلماناں چرا زارند و خوارند
ندا آمد نمی دانی کہ ایں قوم
دلے دارند و محبوبے ندارند

یعنی ایک رات میں مناجات میں بارگاہ خداوندی میں زار و قطار رویا اور سوال کیا کہ مسلمان اتنے زار و نزار اور عاجز و خوار کیوں ہو رہے ہیں؟ ندا آئی کہ تو جانتا نہیں ہے ان لوگوں کے پاس دل تو ہے مگر اس دل میں بسنے والا کوئی محبوب نہیں ہے۔